داڑھی ـــ اور ـــ احمدی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس حقیقت کا اعتراف عام ہوتا جا رہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ شعائر اسلامی کی پابند اور دنیا میں تمدنِ اسلامی کو عملاً قائم کرنے والی ہے۔ جماعت احمدیہ کی یہ خصوصیت اور امتیاز خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قدر نمایاں صورت اختیار کر رہا ہے۔ کہ حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں بھی اس کا بخوبی احساس ہے۔ اس ضمن میں ایک تازہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۹ مارچ کو لاہور میں خاکساروں اور پولیس کا جو تصادم ہوا۔ اس کی سرکاری طور پر تحقیقات ہو رہی ہے۔ تحقیقاتی کمیٹی سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ۔ اور چودھری نعمت اللہ صاحب ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ الہ آباد پر مشتمل ہے۔ جس کے روبرو سرکاری شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اور اب خاکساروں کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے ۹ مئی کو ایک گواہ فیروز الدین پیش ہوا۔ جب وہ شہادت دے چکا۔ تو چودھری نعمت اللہ صاحب نے اس سے سوال کیا۔ کہ "آپ کس قسم کے مسلمان ہیں؟" جواب میں اس نے کہا "حنفی"۔ اس پر چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ نے کہا:- "آپ قادیانی تو نہیں۔ آپ نے داڑھی رکھی ہوئی ہے"۔ اس کا گواہ نے کیا جواب دیا۔ یہ تو معلوم نہیں ہوا۔ البتہ چودھری نعمت اللہ صاحب کے متعلق (انقلاب ۱۱ مئی میں) چھپا ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ "داڑھی قادیانیوں کی اجارہ داری نہیں ہے"۔

بے شک داڑھی۔ قادیانیوں کی اجارہ داری نہیں ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ داڑھی کی جس قدر عزت و احترام جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ اتنا مسلمانوں کے کسی اور فرقہ میں قطعاً نہیں ہے۔ جو شخص احمدی کہلا کر بغیر کسی اشد مجبوری کے داڑھی نہیں رکھتا۔ اسے نہ صرف اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ جماعت میں کوئی عہدہ بھی نہیں دیا جاتا۔ پس یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں اس اسلامی شعار کی پابندی سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور ان حالات میں چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ ان کے ان تاثرات کا آئینہ دار ہے۔ جو احمدیوں کے متعلق وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ جماعت احمدیہ میں داڑھی رکھنا نہایت ضروری ہے اور دیگر مسلمانوں کی نسبت احمدی بہت زیادہ اس کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ احمدی کہلانے والے کچھ نہ کچھ ایسے نوجوان ہیں۔ جو داڑھی نہیں رکھتے۔ اور اس رو میں بہہ جاتے ہیں۔ جو داڑھی منڈانے کے متعلق ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔

عام طور پر مغربیت کے زیر اثر دوسرے نوجوانوں کی طرح ہمارے بعض ناتجربہ کار نوجوان بھی اس غلط فہمی میں مبتلا دیکھے گئے ہیں۔ کہ کالج میں تعلیم کے دوران میں۔ یا انگریز افسروں کے ساتھ کام کرنے کی صورت میں داڑھی رکھنا تہذیب و شائستگی کے معیار کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور سوسائٹی میں باعزت مقام حاصل کرنے کی راہ میں یہ ایک روک ہے۔ مگر ایسے نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ انسان کی عزت اس کے کیرکٹر کی مضبوطی۔ خیالات کی بلندی۔ رائے کی اصابت اور علم و فضل میں امتیاز۔ اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کوئی خاص قسم کا لباس یا کسی خاص قسم کی وضع و تراش کسی کو معزز نہیں بنا سکتی۔ ایک نالائق شخص محض چند ایک تمدنی امور میں کسی کی نقل کر کے معزز و ممتاز نہیں بن سکتا۔ اور ایک حقیقتاً فاضل اور قابل شخص اپنے مخصوص قومی کیرکٹر اور تمدن کا پابند رہتے ہوئے بھی سوسائٹی میں معزز مقام حاصل کر لیتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ داڑھی آج کل کی معزز سوسائٹی میں داخلہ کی راہ میں روک ہے۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب داڑھی رکھ کر ملک معظم سے شرفِ ملاقات حاصل کر سکتے ہیں۔ برطانیہ کے ممتاز مدبرین کے ساتھ میل ملاقات رکھ سکتے ہیں۔ بلکہ دنیا کے تمام ممتاز حلقوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ وائسرائے ہند کے ساتھ اس قدر قریبی تعلق رکھ سکتے ہیں۔ اور یہ محسوس نہیں کرتے۔ کہ ان کی داڑھی ان کے منصب و اعزاز کے منافی ہے۔ یا کسی موقعہ کے نامناسب۔ تو عام انگریز افسروں کے ساتھ کام کرنے والے۔ یا کسی کالج میں تعلیم پانے والے اس قسم کے خیالات اپنے دل میں لانے پر کیونکر حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ یہ تو پست خیالی۔ اور کوتاہ نظری کی دلیل ہے۔ کہ انسان نامناسب ماحول کے اثرات کے نتیجہ میں ان اسلامی شعائر کو عمل میں لانے سے ہچکچائے۔ جو رسول کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ میں داخل ہیں۔ چونکہ آج کل مسلمانوں نے دوسرے شعائر اسلامی کی طرح بالعموم داڑھی کا رکھنا بھی ترک کر رکھا ہے۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض یہ ہے۔ کہ اسلام کو عملی صورت میں دنیا میں قائم کیا جائے اور بتایا جائے۔ کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا اسلامی حکم بھی حکمت سے خالی نہیں۔ اب اگر وہ لوگ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا ایسے خام خیالات کی بناء پر اپنی وضع قطع اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں تامل کریں۔ تو ان سے یہ کیونکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے لئے کوئی بڑی قربانی کر سکیں گے۔

پھر دوسروں کی اپنے متعلق جو توقعات اور عمدہ تاثرات کو قائم و برقرار رکھنا اور میدان عمل میں ان کو سچا ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہوتا ہے۔ اور جب دوسروں کی یہ رائے ہے کہ داڑھی رکھنا گویا لازمۂ احمدیت ہے۔ تو داڑھی نہ رکھنے والے احمدیوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اس کمزوری سے احمدیت کے وقار کو کس قدر نقصان پہونچانے والے ہیں۔

حال ہی کے ایک مضمون میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ یورپین محققین بھی یہ بات تسلیم کر رہے ہیں کہ داڑھی کا رکھنا انسانی صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ داڑھی رکھنا دینی و دنیوی دونوں لحاظ سے ضروری اور مفید ہے۔ اور اس کا نقصان کوئی نہیں۔ نہ اس سے سوسائٹی میں کوئی سبکی ہوتی ہے۔ اور نہ سرکاری حلقوں میں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس کی پابندی نہ کی جائے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ ہجرت ۱۳۱۹ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت علیل ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو گو پہلے سے آرام ہے مگر کلی صحت نہیں حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی طبیعت کئی دنوں سے ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب جو امسال سیکنڈ پروفیشنل ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

افسوس ماسٹر عبد الرؤف صاحب بھیروی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ آج بعمر ۷۰ سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ بلندی درجات کے لئے دعا کی جائے۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو بنگہ ضلع جالندھر اور نکو دال ضلع انبالہ بھیجا گیا ہے۔

افسوس چودھری سلطان احمد صاحب آف سماعیلہ ضلع گجرات کا لڑکا محمد اکبر جو حصول تعلیم کے لئے یہاں آیا تھا بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہ کر بعمر ۱۸ سال فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعائے مغفرت کی جائے۔

درخواست ہائے دعا (۱) حاجی غلام احمد صاحب کریام ابھی تک بیمار ہیں (۲) مولوی محمد عبد اللہ خانصاحب امیر جماعت بھیرہ عرصہ سے بیمار ہیں (۳) بابو احمد اللہ خانصاحب ہیڈ کلرک ملٹری ڈسٹرکٹ ہسپتال کوئٹہ بعض محکمانہ مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اب انہوں نے اپنے حقوق کے تصفیہ کے متعلق اپیل کی ہوئی ہے۔ (۴) مرزا محمد حسین صاحب قادیان کی لڑکی اور پھوپھی بیمار ہیں۔ اور ان کے عزیز عبد الحفیظ صاحب نے ایف کا امتحان دیا ہے۔ سب کے لئے دعا کریں۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی بیماری کے حالات

حضرت میر صاحب نے اپنی جس تشویشناک بیماری کا ذکر کر کے احباب سے درخواست دعا کی تھی۔ اس کے متعلق مزید حالات لاہور سے یہ معلوم ہوتے ہیں کہ ۵ ماہ ہجرت کی صبح کو خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر صاحب دیر تک گلا ناک آنکھیں وغیرہ بجلی کی روشنی میں دیکھتے رہے۔ عینکوں کے نمبر دیکھے۔ ناک کے پانی کا معائنہ کیا پھر شام کو ہر چیز کا معائنہ کیا۔ ناک کے پانی کو جوش دے کر دیکھا۔ پھر کہا کہ صبح ہسپتال میں آئیں۔ اور ایک ٹیوب دی۔ کہ اس میں ناک کا پانی جمع کر کے لے آئیں۔ دوسرے روز گیارہ بجے تک خون اور ناک کے پانی کا معائنہ اور سر یعنی دماغ کا ایکسرے ہوا۔ ۷ ہجرت کو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ ناک کے پانی کے متعلق لیبارٹری والوں نے لکھا ہے۔ کہ بلغم یعنی ناک کا پانی ہے مگر مجھے اس نتیجہ پر اعتبار نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دماغ سے جو اعصاب ناک میں آتے ہیں۔ کسی صدمہ یا جھٹکہ سے ان اعصاب کے ارد گرد کی جالی کہیں سے پھٹ گئی۔ اور نیچے جھک گئی ہے۔ ہر قسم کی دوائیاں وغیرہ ناک میں ڈالنے کی ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ خطرہ ہے۔ کہ کہیں اس شگاف کے راستہ سل کھیل یا کوئی اور گندا مادہ یا کسی بیماری کے جراثیم نہ پہونچ جائیں۔ زکام والے کے قریب آنے سے روک دیا ہے۔ اور کوئی علاج سوائے ۵۰ گرین کا ٹنک کے ۱۵-۲۰ روز تک پرہیز کرنے کے نہیں بتایا۔ ۹ ہجرت کو صبح ۸ بجے پہلی دفعہ ڈاکٹر صاحب کے مکان پر کاشک لگوایا گیا۔ ایک روز مکمل طور پر آرام کرنے کی وجہ سے ناک میں سے پانی کم گرا تھا۔ مگر کاشک لگانے کے آدھ گھنٹہ بعد کچھ چھینکیں آئیں۔ اور آنکھوں سے پانی جاری رہا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے آرام کرنے کے لئے اس قدر تاکید کی ہے۔ کہ نماز بھی اشارے سے پڑھنے کے لئے کہا ہے۔ اسی طرح اونچا بولنا بھی منع ہے۔ اور دماغی تفکر کو تو سم قاتل سمجھا گیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے زمانہ ڈاکٹری یعنی ۲۵-۲۶ سال میں ایک کیس بھی ایسا نہیں دیکھا۔ بلکہ یہ اس قدر نادر مرض ہے۔ کہ ساری دنیا میں ڈاکٹروں کے سامنے صرف ۱۰-۱۵ ایسے کیس آئے ہونگے اور یہ علاج چونکہ قادیان میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے خدا چاہے تو دو تین روز کے بعد حضرت میر صاحب قادیان تشریف لے آئیں گے۔ اس وقت غلام محمد صاحب اختر لاہور کے مکان پر مقیم ہیں احباب اپنی پر زور دعاؤں کو بدستور جاری رکھیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق اعلان

وہ طلباء جو امسال مدرسہ احمدیہ کی جماعت ہفتم کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں مطلع رہیں۔ کہ جامعہ احمدیہ میں درجہ اولیٰ کا داخلہ ۱۵ و ۱۶ ہجرت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۵ و ۱۶ مئی ۱۹۴۰ء کو ہوگا۔ اس وقت تک اگر اس امتحان کا نتیجہ نہ شائع ہوا تب بھی مشروط طور پر طلباء کو داخل کر لیا جائے گا۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی فیس عہ اور ماہوار فیس ایک روپیہ ہے۔ جو داخلہ کے وقت ادا کرنا ضروری ہوگی۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

بندش شراب کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

پنجاب میں شراب کی سالانہ کھپت کے متعلق ایک نوٹ ایک گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات نے صوبہ میں شراب کے استعمال میں کمی کے متعلق ایک پریس نوٹ شائع کیا ہے۔ جس میں پنجاب کا صوبہ مدراس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ گو وہاں امتناع شراب کا قانون نافذ تھا۔ مگر پھر بھی شراب صوبہ پنجاب کی نسبت زیادہ استعمال ہوئی۔ یعنی ۱۹۳۸ء میں صوبہ مدراس میں ہر سو آدمی پر ۲۰۴ گیلن کی نسبت سے شراب استعمال ہوئی۔ اور پنجاب میں ۰۷ء۱۔

علاوہ ازیں شراب پی کر بدمستی کے جرم میں پنجاب میں صرف ۲۴۲ اشخاص کو سزا ہوئی۔ مگر مدراس میں ۸۰۶۵ اشخاص کو۔ اس کے علاوہ مدراس میں تاڑی کا استعمال بہت عام ہے۔

اس نوٹ کے جواب میں مدراس کے سابق کانگرسی وزیر اعظم مسٹر راجگوپال آچاریہ نے ایک طویل بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب کے اس پریس نوٹ پر اظہار خفگی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس موازنہ کی ضرورت نہ تھی۔ اور مدراس کی مذمت کئے بغیر بھی پنجاب گورنمنٹ اپنے نوٹ کو دلچسپ بنا سکتی تھی۔ پھر لکھا ہے۔ کہ مختلف صوبوں میں شراب کے استعمال میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختلاف رہا ہے۔ صوبہ بنگال کی آبادی ۱/۲ ۴ کروڑ سے زیادہ ہے۔ مگر وہاں اکسائز سے ۵۴۴ لاکھ سالانہ آمد ہوتی ہے۔ بمبئی کی آبادی دو کروڑ سے بھی کم ہے۔ مگر وہاں یہ آمد چار کروڑ کے قریب ہے۔ مدراس میں اس محکمہ کی آمد بنگال سے دوگنی ہے۔ یو۔پی کی آبادی ۱/۲ ۴ کروڑ ہے۔ مگر اکسائز کی آمد ایک کروڑ سے بھی کم ہے۔ گویا اس لحاظ سے یو۔پی پنجاب سے بھی آگے ہے۔

اس ضمن میں یہ ذکر بھی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ صوبہ بمبئی نے بھی امتناع شراب کی سکیم شروع کی تھی۔ مگر وہاں کے امیر طبقہ نے اس کے خلاف اس قدر شور برپا کیا۔ کہ اب گورنر اس قانون کو ملائم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ بعض ترامیم کر دی گئی ہیں۔ اب ان لوگوں کو جو انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں شراب خریدنے کی عام اجازت ہو گی اسی طرح ولایتی شراب کی خرید میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ اخبار مدپرتاپ نے بندش شراب میں ناکامی پر اظہار استعجاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ:-

"خدا جانے شراب میں کیا تاثیر ہے۔ کہ امریکہ نے پانچ سال کے بعد بندش شراب کو ختم کرنے میں ہی بہتری سمجھی بمبئی کی کانگرسی گورنمنٹ نے شراب کے خلاف جو کڑی پابندیاں عائد کی تھیں۔ حکومت انہیں ڈھیلا کر رہی ہے"!

(۹ رمئی ۱۹۴۰ء)

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ شراب نوشی وغیرہ شنیع عادات کا تعلق روحانی اصلاح کے ساتھ ہے۔ قانونی پابندیاں اور خوف تعزیر ایسی عادات کی اصلاح میں بہت ہی کم کامیاب ہو سکتا ہے کوئی قانون اور کوئی سخت سے سخت تعزیر کسی قوم یا فرد کی ذہنیت میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ترک شراب کے لئے جتنی بھی قانونی کوششیں کی گئیں۔ ان میں ناکامی ہوئی۔

اس کے بالمقابل جب وہ نظارہ ذہن میں لائیں۔ تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کہ ایک ایسا انسان جس کے پاس نہ کوئی ظاہری طاقت ہے۔ اور نہ فوج۔ نہ اسے کوئی آئینی اختیارات حاصل ہیں۔ اور نہ کوئی مجموعہ تعزیرات اس کے اقدام کو جائز قرار دینے کے لئے موجود ہے۔ وہ ایک ایسی قوم کو جو بادہ نوشی میں دنیا بھر میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی ترک شراب کا حکم دیتا ہے۔ اس کے لئے وہ نہ کوئی پروپیگنڈا کرتا ہے نہ نمائندگان قوم سے کوئی مشورہ لے کر ان کی تائید حاصل کرتا ہے۔ اور نہ اس حکم کو عملی صورت دینے کے لئے کوئی تیاری کرتا ہے۔ بس خدا تعالیٰ کا حکم پاتے ہی اعلان کر دیتا ہے۔ کہ آج سے شراب حرام ہے۔ پھر یہ اعلان سننے والوں کی سعادت پر غور کیجئے۔ کہ ایک جگہ محفل بادہ نوشی گرم ہے۔ دور پر دور چل رہا ہے۔ کہ حاضرین میں سے ایک کے کان میں امتناع شراب کے اعلان کی آواز پڑ جاتی ہے۔ اس پر وہ اس اعلان کی تصدیق تک بھی گوارا نہیں کرتے۔ فوراً خم لنڈھا دیتے ہیں۔ اور مٹکے توڑ دیتے ہیں۔ گویا ایسی شراب کی عادی قوم اسے یک لخت ترک کر کے ایسی پاکیزہ بن جاتی ہے۔ کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور قاصر رہے گی۔

ان دونوں باتوں کو سامنے رکھیے۔ اور ان میں جو تفاوت ہے اس پر غور کیجئے۔ تو ماننا پڑے گا کہ عرب کا امی نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نظیر قوت قدسیہ کا مالک تھا۔ اس کی ہر بات قلوب میں اتر کر ان کو پاک و صاف کر دیتی تھی۔ اور اس کا صرف یہی ایک کارنامہ اتنا بڑا معجزہ ہے۔ کہ آپ کی صداقت کا اقرار کرنے کے لئے کافی ہے دنیا میں امتناع شراب کی تمام کوششوں کو ایک طرف رکھیے۔ اور ان کی تفاصیل پر نظر ڈالیے۔ پھر ان سب سکیموں کی ناکامی پر غور کیجئے۔ اور اس کے مقابلہ میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے چند الفاظ کی قوت

وید میں احمد اور قادیان کا ذکر ہے

جلسہ عام میں ایک برہمن کا اعتراف

ہلدیہ گڑھ ضلع پوری اڑیسہ میں جلسہ

۵ رمئی ۱۹۴۰ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ کے اہتمام سے ہلدیہ گڑھ میں زیر صدارت بابو بیراگی چرن مصر جلسہ ہوا۔ سامعین زیادہ تر گڑھ کے تعلیم یافتہ ہندو تھے۔ جو کہ نہایت دلچسپی کے ساتھ تقریر سنتے رہے۔ مولوی سید صمصام علی صاحب نے حضرت احمد نشکلنگی اوتار کو اڑیہ زبان میں پیش کیا۔ لوگوں نے بڑے شوق سے سنا۔ صدر جلسہ جو کہ برہمن تھے۔ انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ وید میں احمد اور قادیان کا ذکر ہے۔ مگر جب کلجگ ابھی پورا نہیں ہوا تو اوتار کیسے آ سکتا ہے۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے معقول طریق سے یہ دیا۔ کہ کلجگ کے جو تین لاکھ ۳۲ ہزار سال آپ پیش کرتے ہیں۔ وہ اگر وید نے بیان کئے ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ وسط ایشیا سے آریہ لوگ کلجگ میں ہی آئے۔ حالانکہ وید میں جہاں گنگا کے ساتھ ہندوستان کے سرائے اور کسی ملک کا ذکر نہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ ہندو تاریخ محفوظ نہیں۔ جلسہ کے بعد لوگ بڑے تپاک سے ملے۔ اور خواہش ظاہر کی۔ کہ پھر بھی جلسے ہوں۔ شیخ محمد حسن سیکرٹری تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ

غیر مُبایعین کے چند اعتراضات کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے

حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب نے جب سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بیعت خلافت کی ہے۔ غیر مبایعین کے امیر اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بہت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کئی قسم کے اعتراضات کر رہے ہیں۔ ان کے اعتراضات کے جواب اگرچہ حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب خود مدلل طور پر دے چکے ہیں۔ مگر آج بعض سوالات کے جوابات مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے دیتے ہوئے پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض۔ مولوی غلام حسن خان صاحب پچیس سال ہمارے ساتھ رہے اور تحریر و تقریر میں ہمارے خیالات کے مؤید رہے۔ اب وہ اپنی سابقہ تحریر و تقریر کا کیا جواب دیں گے۔

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: میں جنوری ۱۹۰۲ء لغائت دسمبر ۱۹۱۴ء ریویو آف ریلیجنز قادیان کا ایڈیٹر رہا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی۔ رسول۔ پیغمبر۔ پیغمبر آخر زماں بار بار لکھتا رہا۔ مگر جب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد لاہور آگیا تو میں نے اپنی سابقہ تحریروں کے متعلق لکھ دیا۔ کہ مجھ پر میری یا زید و بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں۔

(النبوۃ فی الاسلام سرورق ص۲)

اسے ہی جواب مولوی غلام حسن خان صاحب کی طرف سے سمجھ لیا جائے۔

دوسرا اعتراض:۔ اختلاف رکھ کر خلیفہ سے بیعت کرنے کے کیا معنی ہیں:

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ نہ کر سکتا تھا۔ کہ کسی مسئلہ میں آپ سے اختلاف رکھے۔ آپ کا ہر فرمان آپ کی بیعت میں داخل ہونے والوں کے لئے واجب التعمیل تھا۔ لیکن آپ کے خلفاء کی بیعت میں یہ امر ہرگز نہ پایا جاتا تھا .... مسائل میں صحابہ خلفاء سے باوجود بیعت کے بھی مخالفت کر سکتے تھے۔ پھر تاریخ اس پر گواہ ہے۔ کہ کئی صحابی تھے۔ جنہیں خلیفہ وقت سے بہت سے مسائل میں اختلاف تھا۔"

(اعلان ضروری ص۲)

پس خلفاء کے ہاتھ پر اختلاف رکھ کر بیعت ہو سکتی ہے۔

تیسرا اعتراض۔ مولوی غلام حسن خان صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں صدر انجمن احمدیہ کو جس کے چودہ ممبر تھے۔ اپنا جانشین قرار دیا۔ اور اسی انجمن نے بالاتفاق شوریٰ کے ماتحت اپنے اختیارات ایک خلیفہ کو منتخب کر کے سپرد کر دیئے۔ کیونکہ خدا کا منشاء خلافت قائم کرنے کا تھا۔ اور انجمن کی جانشینی اس کو منظور نہ تھی۔ انجمن سے خلیفہ قائم کرا کر سب ممبروں کو اس کی بیعت کے لئے مجبور کر دیا۔ اور ان کو بے اختیار بنا دیا۔ اب پر انا "اِنّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر" اربعۃ عشر ... کا الہام کس طرح پورا ہوا۔

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ پاک وجود مولوی نور الدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا۔ اور جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے ہمیں دیا تھا... ... اس کے سامنے سب گردنیں جھکی ہیں۔ خواہ ہم نے اس کی بیعت بھی نہ کی ہوتی۔ مگر الٰہی منشاء نے سلسلے کی مزید تقویت کے لئے سب دلوں میں حضرت مسیح موعود کی وفات پر ڈال دیا۔ کہ اس پاک اور بے نفس وجود سے جو نور الدین کی شکل میں تم میں موجود ہے وہی روحانی تعلق پیدا کرو۔ اس لئے اس کا انتخاب چالیس نے نہیں کیا بلکہ کل قوم کی گردنیں الٰہی ارادہ سے اس کے آگے جھک گئیں ...... ایک بھی متنفس باہر نہ رہا۔ کیا مرد اور کیا عورتیں۔"

(اعلان ضروری ص۱۱)

پس واقعی خلیفہ اول کا انتخاب منشاء الٰہی سے ہوا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام پورا ہوا:۔

چوتھا اعتراض۔ مولوی غلام حسن خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ لاہوریوں نے جو جدا فرقہ اور جدا مرکز اور جدا انجمن بنائی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود کے صریح حکم کی مخالفت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اتّبعوا السواد الاعظم اور تلزم جماعۃ المسلمین کے خلاف ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: "حضرت مسیح موعودؑ میں ہو کر اس اخوت کے عہد کو ہم نے از سر نو تازہ کیا ہے .... اور یاد رکھو۔ کہ اس سلسلہ کے جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں امن قائم کیا گیا ہے۔ تم خادم ہو۔ اس کام کو پورا کرنے کے لئے تم مزدور ہو۔ اس میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ بلکہ اختلاف رکھتے ہوئے بھی اس کام کو سب اس طرح مل کر کرو۔ کہ تم ایک ہی جماعت نظر آؤ۔ کیا صحابہ میں اختلاف مسائل نہ تھے۔ ضرور تھے اور بڑے بڑے اختلاف تھے۔ مگر اسلام کی خدمت کے لئے وہ سب ایک تھے۔"

(اعلان ضروری ص۳)

پس جماعت کی وحدت کو توڑنا یقیناً گناہ کبیرہ ہے۔

پانچواں اعتراض۔ مولوی غلام حسن خان صاحب کل تک ہمارے ساتھ تھے آج مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ ہم ان پر کیا اعتبار کریں۔

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: "مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار پشاور جو اپنے تقوے اور دیانت کے لحاظ سے دشمن اور دوست کے نزدیک یکساں قابل اعتبار ہیں۔ اور اس سلسلہ کے اول شیدائیوں میں سے ہیں۔"

(اعلان ضروری صفحہ ۸)

اب ان پر کیوں اعتبار نہ کیا جائے۔

چھٹا اعتراض۔ مولوی غلام حسن خان صاحب نے قادیان جاتے ہی اتنی جلدی رائے بدل دی۔ اور خلیفہ صاحب سے بیعت کر لی۔ یہ فوری تبدیلی کس طرح واقع ہوئی۔

جواب منجانب مولوی محمد علی صاحب: حدیث میں آتا ہے۔ یصبح الرجل مومناً ویمسی کافراً ویمسی مؤمناً ویصبح کافراً (رواہ مسلم) اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "انسان کا دل اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے .... اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم دین حق کی طرف پھیر دے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۲ ص۱۰)

پس یہ اعتراض بھی بے معنی ہے:

قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

مدعائے زندگی

زندگی انسان کی ہے مثلِ خواب
موت کرتی ہے حقیقت بے نقاب
خدمتِ دیں جسنے کی اس سر میں
سُرخرو ہوگا وہی روزِ حساب

خاکسار ملک نذیر حسین از بمبئی

بیعتِ خلافت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے ایک اعتراض کا جواب

خلافت ایک بہترین انعام ہے۔ جو نبی کی وفات کے بعد تمکین دین اور قوم میں یکجہتی اور اتحاد قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس انعام کا قومی ترقی اور دین کے احیاء میں بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے منکرین خلافت خدا تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہوتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خلافت کا انکار بالکل معمولی بات ہے۔ اس ضمن میں ان کی طرف سے جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل وہ ہے۔ جس کا ذکر انہوں نے رسالہ "پیغام صلح" میں حضرت مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کو مخاطب کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"اگر بقول مولوی صاحب خلیفہ کی بیعت کرنا فسق ہے۔ تو پھر ان کا خاتونِ جنت حضرت فاطمہ کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ جنہوں نے نہ صرف حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کی بلکہ آخر دم تک ناراض رہیں۔ اس کی کوئی وجہ تھی۔ لیکن بہر حال ان کی بیعت نہ کرنا ایک مسلّم واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور زبیر اور دیگر صحابہؓ کے متعلق مولوی صاحب کا کیا فتوےٰ ہے جنہوں نے خلیفۂ وقت (حضرت علیؓ) کے ساتھ جنگ کی۔ اور پھر حضرت امام حسینؓ کے متعلق کیا فتوےٰ ہے۔ جنہوں نے خلیفۂ وقت یزید کی بیعت نہ کی۔ اور اس سے جنگ کی۔"

ان سطور میں مولوی صاحب نے سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ وہ آخر دم تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض رہیں۔ اور اس وجہ سے وہ آپ کی بیعت میں شامل نہ ہوئیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ شیعوں کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ اور آخر دم تک آپ سے ناراض رہیں۔ مگر اہل السنت والجماعت کی کتب میں بعض ایسی روایات موجود ہیں۔ جن سے اس دعویٰ کی تغلیط ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب الخمیس مؤلفہ ابی حفص بن شاہین میں شعبی سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے۔ اور انہوں نے فدک کے تنازع پر بات چیت کی۔ آخر اس وقت تک آپ وہاں سے نہ اٹھے۔ جب تک حضرت فاطمہؓ آپ سے راضی نہیں ہوگئیں۔ اور آپ حضرت فاطمہؓ سے راضی نہیں ہو گئے۔ اسی طرح امام بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں۔ تو حضرت ابوبکرؓ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ اور آپ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کیا۔ (دیکھو تعلیق المحمود شرح ابوداؤد مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۴ حاشیہ و مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۰۲) تاریخ الخمیس میں بھی ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہوگئی تھیں۔ (ملاحظہ ہو جلد ۲ صفحہ ۱۹۳) پس چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی وفات سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہوگئیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ بھی حضرت فاطمہؓ سے خوش ہوگئے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے نعوذ باللہ بحالت فسق وفات پائی۔ علاوہ ازیں تاریخی طور پر یہ امر بھی ثابت ہے جس سے شیعہ اور سنی کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ کہ حضرت فاطمہ جب مرض الموت سے بیمار ہوئیں۔ تو ان کی تیمارداری اور محرم راز اور کفن دفن کا تمام انتظام کرنے والی حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماء تھیں (دیکھو بلوغ العیون) اور یہ بالکل خلاف عقل بات ہے۔ کہ حضرت فاطمہ آخر دم تک حضرت ابوبکرؓ سے تو ناراض رہیں لیکن آپ کی زوجہ محترمہ کو اپنا محرم اور غمخوار یقین کریں۔

دوسرا نام اس سلسلہ میں مولوی صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا ہے۔ کہ انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔ اور چونکہ یہی دلیل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے مقابل میں پیش کر چکے ہیں۔ اور حضور اپنے ایک خطبہ میں اس کا تفصیلی جواب بھی دے چکے ہیں اس لئے حضور کے ہی الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"حضرت عائشہ کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ اول تو تاریخی طور پر ثابت نہیں۔ اور میں نے یہ کہیں نہیں پڑھا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ لیکن اگر بفرض محال اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ اس زمانہ میں فرد فرداً خلیفۂ وقت کی اصالتاً دوبارہ بیعت کیا کرتا تھا۔ ہمیں تو تاریخی کتب کے مطالعہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں بڑے بڑے آدمی خلیفۂ وقت کی بیعت کر لیا کرتے تھے۔ اور ان کے بیعت کر لینے کی وجہ سے سارے علاقوں کی بیعت سمجھی جاتی تھی صرف وہ لوگ خارج از بیعت سمجھے جاتے تھے۔ جو خود بیعت کا انکار کریں۔ ورنہ خاموشی اقرارِ بیعت قرار دی جاتی تھی۔ خصوصاً عورتوں کا خلفاء کی بیعت کرنا یہ تفصیلاً ثابت نہیں ...... بلکہ جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے۔ کہ شہر کے معزز مرد بیعت کر لیا کرتے تھے اور انہی کی بیعت میں عورتوں اور بچوں کی بیعت بھی شامل سمجھی جاتی تھی۔ یا ممکن ہے بعض عورتیں شوقیہ طور پر یا بعض مصالح کے ماتحت بیعت میں شامل ہو جاتی ہوں لیکن ملک کے تمام مردوں۔ تمام عورتوں اور تمام بچوں کے بیعت کرنے کا ثبوت کم از کم میری نگاہ سے کوئی نہیں گزرا۔ پس حضرت عائشہؓ کا بیعت نہ کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ عورتوں سے بلکہ دور دراز کے مردوں سے بھی بیعت کا خاص تعہد نہ ہوتا تھا۔ جب عام بیعت ہو جاتی تھی۔ تو باقی توابع اور عورتوں کی بیعت بیچ میں ہی شامل سمجھی جاتی تھی۔ ان حالات میں جب تک کوئی یہ ثابت نہ کر دے کہ اس زمانہ میں تمام عورتیں خلفاء کی بیعت کیا کرتی تھیں۔ اور حضرت عائشہؓ نے بیعت نہ کی تھی۔ اس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیعت کا ثبوت تاریخ میں نہ ملنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر صریح طور پر تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علیؓ کا ابتداءً میں مقابلہ کرنا چاہا تھا۔ مگر جس وقت حضرت علیؓ کے لشکر اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں لڑائی ہوئی ہے۔ اس وقت وہ لڑائی کے لئے نہیں۔ بلکہ صلح کے لئے نکلی تھیں۔ چنانچہ جتنے معتبر راوی ہیں۔ وہ تواتر اور تسلسل سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ اسی لئے نکلی تھیں۔ کہ وہ دونوں لشکروں میں صلح کرائیں ...... اور ان کا وہی فعل بیعت تھا۔"

(الفضل یکم اگست ۱۹۳۷ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس جواب سے مولوی محمد علی صاحب کا وہ اعتراض بھی باطل ہو جاتا ہے۔ جو انہوں نے حضرت فاطمہؓ کے متعلق کیا ہے۔ کیونکہ جب اس زمانہ میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔ کہ تمام عورتیں خلفاء کی بیعت کریں۔ بلکہ اگر مرد بیعت کرلیں۔ تو انہی کی بیعت میں ان کی عورتوں کی بیعت بھی شامل ہوتی تھی۔ تو حضرت فاطمہؓ کا بیعت نہ کرنا قابل اعتراض نہیں تھا کیونکہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور اس بیعت کی وجہ سے حضرت فاطمہ بھی اپنے آپ کو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں شامل سمجھتی تھیں۔ باقی رہی فدک کے متعلق ناراضگی سو اس کے متعلق تاریخی طور پر یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے دل سے دور ہو چکی تھی۔ مولوی صاحب کے اس اعتراض کے بقیہ حصے کا جواب انشاء اللہ اگلی اشاعت میں پیش کیا جائیگا۔

اولڈ بوائز کا ایڈریس

یہ ایڈریس مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو ان کے ریٹائر ہونے پر تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی طرف سے دیا گیا۔

مخدوم و محترم جناب مولوی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ ایک لمبے عرصہ تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کے بعد اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو رہے ہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ۳۰ سالہ وابستگی اور تعلق کے بعد اس سے آپ کی علیحدگی کو جس طرح آپ کے موجودہ طلباء اور رفقائے کار نے اداسی اور افسردگی کے جذبات کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ اسی طرح ہم بھی جو آپ کے شاگرد ہیں۔ اپنی مادر علمی سے آپ کی جدائی کو درد اور غم سے محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ احساس غم ایک طبعی امر ہے۔

مولوی صاحب محترم! جب ایک انسان اپنی عمر کے بہترین پچیس یا ساٹھ سال گذار کر عملی زندگی سے علیحدہ ہوتا ہے۔ تو اس کے افکار اور جذبات و عزائم کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ زندگی کے کھیل میں وہ اپنی باری کھیل چکا۔ اب دوسروں کا کام ہے کہ وہ میدان عمل میں آئیں۔ اس جذبہ کے ماتحت وہ عملی زندگی سے کنارہ کش ہو کر ایک ناکارہ وجود ہو جاتا ہے

لیکن جو زندگی پچیس سال چھوڑ پچیس ہزار سال میں بھی ختم نہ ہونے والی ہو۔ جو شروع ہو کر ختم ہونا جانتی ہی نہ ہو وہ زندگی پانے والا انسان جیسا اپنی زندگی کے کسی حصہ میں بھی اپنے آپ کو کس طرح بے کار سمجھ سکتا ہے وہ تو پچھتر یا اسی سال کی عمر میں بھی نوجوان ہی ہوتا ہے۔ مرد مومن کی زندگی ایسی ہی زندگی ہے۔

علاوہ ازیں ایسے انسان کے لئے زندگی کے ایک دور کے ختم ہونے پر افسردہ ہونے کی کونسی وجہ ہے۔ جس نے سینکڑوں نہیں ہزاروں نوجوانوں کے مستقبل کی عمارت اپنے ہاتھوں سے سنواری ہو اور ان کو مومنانہ سادگی دیانتداری اور تقویٰ کا سبق پڑھا کر اپنے لئے ایک صدقہ جاریہ قائم کیا ہو۔

مولوی صاحب محترم! آپ کی زندگی ایک قابل فخر زندگی ہے۔ کہ آپ کو مسیحائے پاک کے ہاتھوں سے قائم شدہ مدرسہ میں ایک لمبا عرصہ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ دنیا میں بڑے بڑے مدارس کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ اور اس مقدس سرزمین قادیان میں بھی بڑے بڑے کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہوں گی۔ جہاں سے ایک دنیا دینی اور دنیوی علوم کا نور حاصل کرے گی لیکن ان مدارس میں پڑھنے والے خدا کے مسیح کی ذریت طیبہ کے وہ مبارک وجود نہ ہوں گے۔ جو آئندہ پیدا ہونے والی روحانی دنیا کی بنیاد ہیں۔ اور نہ ان مدارس میں پڑھانے والے وہ اساتذہ ہوں گے۔ جن سے ان خوش نصیب وجودوں نے تلمذ حاصل کیا اور جن اساتذہ میں جناب مولوی صاحب مکرم آپ کو ایک نہایت معزز مقام حاصل ہے۔

بہرحال یہ درست ہے کہ آپ کی زندگی کا ایک قیمتی دور آج ختم ہو رہا ہے۔ اور ہم تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سابق طلباء جنہوں نے آپ سے نہ صرف دنیوی تعلیم حاصل کی۔ بلکہ مومنانہ اخلاق کا درس بھی لیا ہے۔ چاہتے ہیں کہ آپ کی اس یادگار کے علاوہ جو سینکڑوں احمدی نوجوانوں کی کامیاب درخشندہ زندگیوں کی شکل میں قائم ہے۔ آپ کے بے پایاں احسانات کی ایک مادی اور شخص یادگار اینٹ اور گارہ کی صورت میں بھی قائم کی جائے۔ چونکہ آپ صاحب علم اور علم دوست انسان ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے نام پر علم کی اشاعت کے لئے ایک دارالمطالعہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ جس میں مفید کتب۔ علمی رسالے اور اخبارات کے مطالعہ سے ہائی سکول کے نئے اور پرانے طلباء مستفیض ہو سکیں۔

اس بارہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولڈ بوائز نے اپنی ایسوسی ایشن کی اپیل کا حوصلہ افزا جواب دیا ہے ہم حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس ارادہ میں کامیاب فرمائے اور مولوی صاحب کی عمر و صحت میں بہت بہت برکت دے اور ان کے وجود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور بنی نوع انسان کے لئے پہلے سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین

آپ کے وفاکیش

ممبران تعلیم الاسلام ہائی سکول

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن۔

مسجد احمدیہ موسیٰ بنی کا افتتاح

الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مسجد احمدیہ موسیٰ بنی (بہار) کے افتتاح کی غرض سے تشریف لائے۔ مسجد کا افتتاح ۵ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ کو تھا۔ اس سلسلہ میں انڈین کاپر کارپوریشن لمیٹڈ کے یورپین و ہندوستانی افسروں اور دیگر معززین کو دعوت چائے دی گئی۔

وقت مقررہ پر سب احباب مسجد کے باہر جمع ہو گئے۔ مسجد کے دروازہ کے سامنے مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بہار و اڑیسہ نے مختصر سا ایڈریس پڑھا۔ جس میں انڈین کاپر کارپوریشن لمیٹڈ کے افسران کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے کمال مہربانی و فیاضی سے کمپنی کے خرچ پر مسجد بنوا کر دی۔ اور اس بات کا ایک مستقل نشان قائم کر دیا۔ کہ وہ وفادار ملازمین کی قدر کرتے ہیں۔

ایڈریس کے بعد دعا کرتے ہوئے اور مساجد کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے مسجد کا دروازہ کھولا۔ دعا انگریزی میں اس انداز سے کی گئی۔ کہ یورپین اصحاب بھی متاثر معلوم ہوتے تھے۔

مسجد میں داخل ہونے پر مولوی عبدالغفور صاحب نے پہلی اذان خوش الحانی سے دی۔ اور احمدی دوستوں نے دو نفل شکرانہ اور اکٹھے پھر عصر کی نماز مسجد میں ادا کی۔ بعد نماز چائے نوش کی گئی۔ پھر مولوی عبدالغفور صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ لفٹنٹ چوہدری عبداللہ خان صاحب نے جناب نیر صاحب کا تعارف کرایا۔ اور ایڈریس انگریزی میں بیان کیا نیز اسلام کی تعلیم آقا اور ملازمین کے تعلقات کے متعلق مختصر الفاظ میں بیان کی۔ پھر جناب نیر صاحب نے نہایت موثر الفاظ میں کمپنی کے افسران کا شکریہ ادا کیا۔ احمدیت کی تعلیم پیش کی اور احمدیت کے پاک حلقہ میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ مولانا کے بعد کرنل ایچ سمتھ جنرل منیجر نے اردو میں تقریر فرمائی اور جماعت احمدیہ کی تعریف کی کہ جماعت نے بڑے مشکل اوقات میں کمپنی سے تعاون کر کے کمپنی کی امداد فرمائی اور اس سلسلہ میں قربانی اور ایثار کی اعلیٰ مثال پیش کی۔ یہ تمام کارروائی زیر صدارت جناب میکنجی صاحب چیف مینیجر انڈین کاپر کارپوریشن لمیٹڈ سرانجام ہوئی صاحب موصوف نے اپنی صدارتی تقریر میں بھی جماعت کی امداد و قربانی کی تعریف کی۔ ان تقاریر کے بعد جناب نیر صاحب نے بذریعہ میجک لینٹرن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی دنیا کے کناروں

پنجاب میں مالیہ کی معافیاں

دستیاب اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے تدریجی پیمانہ کے طریق تشخیص کے ماتحت خریف ۱۹۳۹ء کے مالیہ اراضی میں ۱۴۱ لاکھ روپے کی تخفیف منظور کی ہے۔

مزید برآں خریف ۱۹۳۹ء کے مالیہ اراضی۔ آبیانہ اور تقاوی کے سرکاری مطالبہ میں التوا اور معافی کی کل رقم ۵۰ لاکھ روپے کے قریب تھی۔

تدریجی پیمانہ کے مطابق تشخیص مالیہ کا نظام ابھی سارے صوبہ میں مروج نہیں ہے۔ نیلی بار۔ لوئر باری دوآب کالونی۔ ضلع لائل پور اور ضلع شیخوپورہ کے حلقہ رکھ برانچ کالونی میں جہاں یہ طریقہ نافذ ہے۔ جو تخفیف گورنمنٹ نے مالیہ اراضی میں منظور کی ہے۔ وہ ۳۵ فی صدی سے لیکر ۷ ½ آنہ فی روپیہ تک ہے۔

ضلع لاہور کی تحصیل لاہور و چونیاں میں اسی نظام کے ماتحت تخفیف علی الترتیب ۶ پائی اور ایک آنہ فی روپیہ تھی۔

معمولی قواعد کے ماتحت خریف ۱۹۳۹ء کے معینہ مالیہ اراضی کے مطالبہ میں سے ۱۹ لاکھ ۳۳ ہزار روپے کی وصولی ملتوی اور ۲۰ ہزار روپے کی وصولی معاف کر دی گئی۔ جب کہ سابقہ فصلوں کے متعلق ملتوی شدہ مالیہ اراضی کے مطالبہ میں سے ۵ لاکھ ۷۴ ہزار روپے کی رقم معاف کی گئی۔ غیر مستقل مالیہ اراضی اور آبیانہ کے مطالبہ میں علی الترتیب ۶ لاکھ ۲۴ ہزار اور ۹ لاکھ ۷۰ ہزار روپے کی معافی دی گئی۔

تقاوی کی وصولی میں التوا میں فیاضی سے کام لیا گیا۔ خریف ۱۹۳۹ء میں ۸ لاکھ ۸۶ ہزار روپے کی رقم کی وصول ملتوی کی گئی۔ اور ۶۸ ہزار روپے کی رقم معاف کی گئی۔ ضلع گوڑگانوہ میں سب سے زیادہ التوا میں منظور کی گئیں۔

محکمہ اطلاعات پنجاب

قادیان اور اس کے گرد و نواح میں سکنی و زرعی اراضی

اس وقت خاکسار کی زیر نگرانی قادیان کے بعض نئے محلوں میں سکنی اراضی کے قطعات قابل فروخت ہیں۔ اور موقعہ کے لحاظ سے الگ الگ شرح مقرر ہے۔ جو دوست قادیان میں مکان بنانے یا آئندہ نفع کے خیال سے سکنی اراضی خریدنے کے خواہشمند ہوں وہ خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ انشاء اللہ انہیں ہر طرح فائدہ رہیگا۔ بعض شرائط کے ماتحت قیمت کی وصولی قسطوں میں بھی کی جاتی ہے۔ مگر قیمت بہر حال مقرر ہے۔ جس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی ہر کنال کے قطعہ کے ساتھ عموماً دو طرف رستہ لگتا ہے۔ اور چار کنال کے خریدار کو چاروں طرف رستہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ریلوے سٹیشن قادیان کے قریب پچاس فٹ چوڑی سڑک پر دکانوں کے لئے بھی قطعات قابل فروخت ہیں۔ یہ جگہ گو فی الحال بازار کی صورت میں نہیں مگر آئندہ چلکر بہت مرکزی جگہ بننے والی ہے۔ اور دور بین دوستوں کے لئے روپیہ لگانے کا عمدہ موقعہ ہے۔

علاوہ ازیں خاکسار نے یہ بھی انتظام کیا ہے۔ کہ زمیندار اقوام سے تعلق رکھنے والے احباب کے لئے قادیان کے قرب وجوار میں زرعی اراضی خریدی جاتی ہے جو اس وقت زرعی ریٹ پر کافی سستی مل سکتی ہے۔ اور انشاء اللہ آگے چل کر معقول نفع دے گی۔ ایسے سودے اپنے انتظام کے ماتحت معمولی کمشن پر کرائے جاتے ہیں۔ اور ناواقف دوست بہت سے دھوکوں اور غلطیوں سے بچ سکتے ہیں۔ تفصیلات کے متعلق بذریعہ ملاقات یا خط و کتابت فیصلہ فرمائیں۔ فقط

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

لنڈن ۱۰ مئی۔ ہالینڈ اور بلجیم پر جرمنی کا حملہ ہوتے ہی انگریزوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ ان دونوں کی مدد کریں گے۔ ان دونوں کی فوجیں ڈٹ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ ہالینڈ کے بعض علاقوں میں سمندر کا پانی چھوڑ دیا گیا ہے۔ بلجیم میں عام لام بندی کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔ پہلے رات کے تین بجے ہالینڈ پر حملہ ہوا۔ جرمن ہوائی جہازوں کے بہت سے دستوں نے مشرق سے مغرب کی طرف پرواز کی۔ ڈچ توپیں پہلے سے تیار تھیں۔ جنہوں نے گولے پھینکے۔ اور چھ جہازوں کو نیچے گرا لیا۔ بہت سے مقامات پر جرمن سپاہی پیراشوٹ کے ذریعہ بھی ہالینڈ میں اترے انہوں نے ہالینڈ کی وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ بعض کو گرفتار کر لیا گیا۔ بلجیم پر پانچ بجے ایک سو طیاروں نے حملہ کیا۔ پہلے برسلز کے ہوائی اڈہ پر بمباری کی گئی۔ اور پھر انٹورپ پر حملہ آور ہوئے۔ ایک ریلوے سٹیشن پر بھی حملہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ جرمن ہوائی جہاز ان اڈوں پر بھی اڑے جو فرانس میں برطانیہ کے پاس ہیں۔ رائل ایر فورس کے جہاز ان کے مقابلہ پر آئے۔ اور پانچ کو نیچے گرا لیا۔ جرمن طیاروں نے کیلے پر بھی ناکام حملہ کیا۔ آج صبح برطانوی جنگی کیبنٹ کے دو اجلاس ہوئے۔ ہالینڈ اور بلجیم کے سفیروں نے لارڈ ہیلی فیکس سے ملاقات کی۔ اور تھوڑے عرصہ بعد ان دونو حکومتوں کی طرف سے انگریزوں کو مدد کی درخواست موصول ہوئی۔ ملکہ ہالینڈ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ ہم نے لڑائی سے بالکل الگ تھلگ رہنے کی کوشش کی۔ اور کوئی ایسی حرکت نہ کی۔ جو لڑنے والی طاقتوں کو بری لگتی۔ مگر پھر بھی کل رات اچانک جرمنی نے حملہ کر دیا۔ میری حکومت اپنا فرض ادا کرے گی۔ ادھر ان دونو ملکوں سے امداد کی درخواست آئی۔ اور ادھر برطانیہ اور فرانس کی طرف سے اعلان کر دیا گیا۔ کہ وہ ان دونو کی مدد کریں گے۔ مگر دنیا کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جرمنی نے ایک دفعہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

جرمنی نے ہالینڈ اور بلجیم پر بھی حملہ کر دیا

پھر غیر جانبدار ملکوں پر حملہ میں پہل کر کے جنگی لحاظ سے فائدہ اٹھا لیا ہے۔ جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ دونو ملک چونکہ دشمن کو مدد پہنچا رہے تھے۔ اس لئے حملہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ دونو سختی کے ساتھ غیر جانبدار رہے۔ حتیٰ کہ اپنے دفاع کے انتظامات میں انہوں نے اتحادیوں سے مشورہ تک نہیں لیا اتحادیوں نے بھی ان حملوں کے مقابلہ کے لئے پوری پوری تیاری کر رکھی تھی۔ آج لیبر پارٹی کے لیڈروں نے اعلان کیا ہے کہ دشمن کے اس تازہ حملے کے مقابلہ کے لئے ہمیں اپنا پورا زور لگا دینا چاہیئے۔

لنڈن ۱۰ مئی۔ ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ ہالینڈ اور جرمنی پر حملہ کے علاوہ جرمن ہوائی جہاز سوئٹزرلینڈ کے علاقہ میں بھی پرواز کرتے دیکھے گئے۔ حکومت ہالینڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایک محاذ پر جرمن فوجیں دس میل ڈچ علاقہ میں گھس آئی ہیں۔ ہٹلر خود مغربی محاذ پر پہنچ گیا ہے تا جنگی کارروائیوں کی دیکھ بھال کر سکے

برلین ۱۰ مئی۔ بلجیم اور ہالینڈ کی حکومتوں کو جرمنی نے ایک یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ چونکہ برطانیہ اور فرانس ان میں سے گزر کر جرمنی پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اس لئے جرمن فوج کو پورا اختیار دیدیا گیا ہے کہ وہ بلجیم اور ہالینڈ کی غیر جانبداری کو قائم رکھیں۔ اگر ان کا مقابلہ کیا گیا۔ تو جرمن فوج کو اجازت ہے کہ ہر ممکن طریق سے مقابلہ کو توڑ دے۔ لکسمبرگ کو بھی اس قسم کی یادداشت بھیجی گئی ہے۔

برلین ۱۰ مئی۔ آج ہٹلر نے مغربی مورچہ کے جرمن سپاہیوں کے نام ایک پیغام جاری کیا ہے۔ جس میں کہا ہے۔ مغربی مورچہ کے بہادر سپاہیو! جرمنی کے عظیم الشان مستقبل کے لئے آخری لڑائی کا وقت آ پہنچا ہے۔ جرمنی کے سامنے اب عزت کی زندگی بسر کرنے یا ذلت کے ساتھ زندہ رہنے کا سوال ہے جس موقع کا تمہیں انتظار تھا۔ وہ آ پہنچا ہے اب تمہیں چاہیئے۔ کہ اپنا فرض ادا کرو۔

برلین ۱۰ مئی۔ آج بلجیم اور ہالینڈ کی تمام بندرگاہوں کے سامنے بارودی سرنگیں بچھا دی گئی ہیں۔

امرتسر ۱۰ مئی۔ گندم وڈا ۹/۵/۲ اعلیٰ ۹/۵/۳ چنے ۴/۵/۳ پرانی باسمتی ۸/۳/- نئی باسمتی -/-/۷ چاول جھونا -/-/۴ دیسی کپاس -/۱۲/۶ توریا -/۱/۴ مونگ پھلی -/۱۰/۴ تل سفید -/۱/۴

لائل پور ۱۰ مئی۔ امریکن کپاس ۹/۴ دیسی کپاس -/۷ گڑ ۴/۴ تا -/۱/۴ توریا -/۱۳/۴

اوکاڑہ ۱۰ مئی۔ امریکن کپاس ۹/۲/۶ دیسی ۷/۴/۶

لنڈن ۱۰ مئی۔ آج جرمن فوجوں نے چار مقامات سے بلجیم میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ معلوم ہوا ہے بلجیم کی فوجوں نے مدافعتی لائن پر جرمنوں کو روک رکھا ہے۔ ادھر فوجوں نے بلجیم پر چڑھائی کی ادھر ہوائی جہازوں سے حملہ کر دیا گیا۔ بلجیم کے بادشاہ نے ساری فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے اور بلجیم میں لام بندی کا حکم دیدیا گیا ہے چونکہ ہر فرد کے لئے فوجی خدمت لازمی ہے۔ اس لئے بوقت ضرورت آٹھ لاکھ آدمی میدان جنگ میں لایا جا سکتا ہے

لنڈن ۱۰ مئی۔ فرانس اور برطانیہ کی حکومتوں نے حالات کے مطابق فوراً کارروائی شروع کر دی ہے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ پوری طاقت سے بلجیم اور ہالینڈ کی امداد کی جائے گی۔

لنڈن ۱۰ مئی۔ جرمنی نے جو یادداشت بلجیم کو بھیجی ہے۔ اسے وزیر خارجہ نے ٹھکرا دیا ہے اور اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی نے الٹی میٹم دیئے بغیر حملہ کر دیا ہے۔ اب اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

لنڈن ۱۰ مئی۔ آج سویرے جرمن ہوائی جہازوں نے شمالی فرانس پر اڑان کی۔ اور سات ہوائی اڈوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کم از کم اٹھارہ جرمن جہاز گرا لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۰ مئی۔ برطانیہ کی فوج آئس لینڈ پہنچ گئی ہے تا کہ قبل اس کے کہ جرمن فوج وہاں پہنچے اس پر قبضہ کر لیا جائے آئس لینڈ کی گورنمنٹ کو بتا دیا گیا ہے کہ انگریزی فوج صرف اس لئے آئی ہے تا کہ آئس لینڈ کو جرمنی کے ہاتھ نہ پڑنے دے لڑائی ختم ہونے پر قبضہ اٹھا لیا جائے گا۔ گورنمنٹ برطانیہ آئس لینڈ کے انتظام میں کوئی دخل دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

لاہور ۱۰ مئی۔ آج پنجاب کے وزیر اعظم نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ آج یورپ میں جو کچھ ہوا ہے ہندوستانیوں کی آنکھیں اس سے کھل جانی چاہئیں۔ نازیوں نے کئی اور ملکوں پر حملہ کر کے دنیا کے امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ہندوستان بھی خطرے سے دور نہیں اس خطرہ کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے ہر آدمی اور تمام لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ انگریزوں اور ان کے ساتھیوں کو پوری پوری مدد پہنچائے۔

لنڈن ۱۰ مئی۔ مسٹر چیمبرلین نے مخالف پارٹی کے لیڈروں سے آج بھی بات چیت کی۔ کہا جاتا ہے کہ جب تک لڑائی کے نئے ڈھنگ کا پتہ نہیں چل جاتا گورنمنٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی